نمبر ۶۱ | مورخہ ۵ فروری ۱۹۲۴ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۸ جمادی الآخر ۱۳۴۲ھ | جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادے طاہر احمد ۳ فروری کو فوت ہو گئے ۔ انا للہ ۔ حضرت صاحبزادہ شریف احمد صاحب اور الفضل کے مدیر و نائب مدیر نیز دیگر بعض احباب ٹیریٹوریل کے سلسلہ میں جالندھر تشریف لے گئے۔

یکم فروری جمعہ کو مسجد اقصیٰ میں مسلم گروپ کا جلسہ ہوا۔ افسوس کہ جمعہ کو جناب سید فضل شاہ صاحب فوت ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے با اخلاص خدام میں سے ایک ممتاز فرد تھے ۔ خدا تعالیٰ مرحوم کو جنت علیا میں درجات عطا فرمائے ۔ آمین

نامۂ امریکہ

عرصہ زیر رپورٹ میں ۱۳۳ زن و مرد مشرف بہ اسلام ہو کر داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے ۔ الحمد للہ ان میں سے ۶۰ کے قریب ایک بھائی اور بہن کی کوشش کا نتیجہ ہیں ۳۰ کے قریب ایک اور دوست کی محنت کا نتیجہ ہیں اور ۱۵ کے قریب ہمارے دوست شیخ احمد دین صاحب سینٹ لوئس کے احمدیہ مسلم مشن انچارج کی سعی کا نتیجہ ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان سب دوستوں کی کوششوں میں برکت دے ۔ اور نئے اور پرانے نو مسلموں کو استقامت اور ترقی ایمان عطا کرے ۔

مشکل اس جگہ یہ ہے کہ یہ ملک بہت بڑا ہے ہندوستان سے بھی دگنا ۔ ایک کنارے پر ایک شخص کو کچھ آگاہی ہوتی ہے ۔ اور وہ مسلمان بھی ہو جاتا ہے ۔ لیکن اس کا سنبھالنا بہت مشکل ہوتا ہے ۔ مسلمان نہیں ملتے ۔ جن میں وہ اٹھے بیٹھے ۔ مسلمان آب و ہوا نہیں ۔ طرز زندگی بالکل جدا گانہ یہاں لوگوں کا مذہب صرف کھانا کھانا اور عیاشی ہے اور بس ۔ عوام کا اس سے بڑھ کر اور کوئی خیال نہیں ۔ بعض تو مذہب وغیرہ کے نام سے بھی معرا ہوتے ہیں ۔ ایسی حالت میں بہت مشکل ہے ۔ کہ ایسے لوگوں کو اکٹھا رکھا جاوے ۔ کوئی اللہ تعالیٰ ہی صورت پیدا کر دیگا ۔ بد مذہبی کی ایک تازہ مثال ہے ۔ کہ ایک پادری صاحب ہیں ۔ وہ زور دے رہے ہیں ۔ کہ خدا نے خوبصورتی اس لئے دی ہے ۔ کہ اسکو انسان دیکھے ۔ اور حظ اٹھائے اس لئے گرجوں میں جو ناچ ہوتا ہے ۔ اس میں جوان لڑکیوں کو اپنی رانوں تک کا حصہ ناچتے وقت ضرور کھول دینا چاہیئے ۔ وہ فرماتے ہیں ۔ کہ خداوند یسوع مسیح کی تعلیم نااہل یہودیوں اور مشرقیوں کے ہاتھوں پڑ کر خراب

ہو گئی۔ نظر نے شکل بدل دی ہے۔ اور اہل روما اور یونان کی تعلیم اس حیثیت سے بالکل درست تھی۔ وہ مظاہر قدرت کی خوبصورتی کے دلدادہ تھے۔ جس کا اظہار انہوں نے اپنی مصوری نقاشی اور بت تراشی میں کیا ہے۔ ان کے ننگے ناچ کسی مستی کی وجہ سے نہیں ہوتے۔ بلکہ حسن سے پورا آنکھوں بھر فائدہ اٹھانے کے لئے ہوتے تھے۔ اسلئے ان پادری صاحب کا ورد زبان یہی ہے:۔ Back to Paganism یعنی اصنام پرستی کی طرف پھر رجوع کرو۔ اور اسکی اصل روح سے فائدہ اٹھاؤ۔

یورپ اور امریکہ کی عورتیں عام طور پر تعدد ازدواج کی مخالف ہیں۔ اس معنے میں کہ مرد ایک سے زیادہ بیوی نہ کرے۔ جب کسی سے بات کرو تو پہلا سوال یہی ہوتا ہے۔ تو پھر عورت کو بھی ایک سے زیادہ مرد کرنے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ یہ بات ذرا ان کو دیر سے سمجھ آتی ہے۔ کہ فطرتاً اور طبعاً ایک عورت اسپر عامل نہیں ہو سکتی۔ اور سوسائٹی قائم نہیں رہ سکتی مگر کم از کم اس خیال سے وہ بہت خوش ہو جاتی ہیں۔ کہ ایسا عورتوں کو بھی اختیار ہونا چاہیئے۔ اور ان ممالک میں دوسرے ممالک کی نسبت غالباً عملاً یہ دستور ہی یہی ہے۔ مجھے یاد پڑتا ہے۔ کہ ایک انگریز عورت ہمالہ کے علاقہ کی سیاحت کرتی ہوئی ایک پہاڑی قوم کا ذکر کرتی ہے۔ جس میں ایک عورت کے کئی خاوند ہوتے ہیں۔ اس نے لکھا تھا کہ یہ علاقہ عورت کے لئے بہشت ہے۔ ایسا ہی اسکیمو ایک قوم ہے۔ جو شمالی برفانی علاقوں میں رہتی ہے۔ ان کے ہاں تعداد ازدواج ہر دو صورتوں میں مروج ہے بلکہ یہاں تک کہ عورتیں کرایہ پر بھی دی جاتی ہیں۔

ایک ڈاکٹر نے آنکھ کی نبض کی تحقیقات کے لئے ایک آلہ ایجاد کیا ہے۔ جس طرح دل کی حرکت اور نبض کی حرکت کا آلہ ایجاد ہوا ہے۔ اسی طرح آنکھ کی حرکت یعنے اس پٹھے کی حرکت کا صحیح طور پر پتہ لگ جایا کریگا جس طرح نبض انسان کا۔

خاکسار محمد دین

علاقہ شدھی میں غیر احمدی مولوی

جس وقعت اور عزت کی نظر سے علاقہ ارتداد میں غیر احمدی علماء کو دیکھا جاتا ہے۔ اس کا کسی قدر اندازہ اس بات سے ہوتا ہے۔ جو ہمارے مبلغ لوہاری ضلع ایٹہ سے لکھتے ہیں۔ کہ انکو ایک شخص نرنجن سنگھ نام نو مسلم راجپوت ملا۔ اور کہنے لگا۔ کہ آپ لوگوں نے آکر مولویوں کی روزی مار دی۔ انکو تبلیغ دین کے ساتھ تو تعلق ہی نہ تھا۔ اپنی روزی کھا رہے تھے۔ اب وہ آپکی مخالفت نہ کریں۔ تو کیا کریں؟

یہی مبلغ ایک اور واقعہ لکھتے ہیں۔ جس میں ان کو ایک ملکانہ جو مرتد ہو چکا تھا۔ ملا۔ اور کہنے لگا۔ کہ مجھے فلاں شخص کہتے تھے۔ کہ احمدی ہونے سے تو آریہ رہو۔ یہ بہتر ہے:۔

خاکسار فرزند علی عفا اللہ عنہ نائب امیر المجاہدین آگرہ

زکوٰۃ کی طرف عہدہ داران کی فوری توجہ

شروع سال رواں میں ہی چند فارم ارسال کئے گئے تھے جن میں زکوٰۃ کے بقایا کی نسبت بھی دریافت کیا گیا تھا۔ ان فہرستوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ احباب نے پورے طور پر اس طرف توجہ نہیں کی اسلئے میں ضروری خیال کرتا ہوں۔ کہ چونکہ زکوٰۃ اسلام کا ایک اعلیٰ ترین رکن ہے۔ اور اس کی ادائگی ہر ایک صاحب نصاب پر فرض ہے۔ اور قرآن کریم اور احادیث میں خاص طور پر اس کے بارے میں حکم ہے۔ اور یہ بھی ایک شرعی مسئلہ ہے کہ زکوٰۃ کی ادائگی اور اس کا صرف خلیفہ وقت ہی کر سکتا ہے چونکہ احباب نے پورے طور پر اس طرف توجہ نہیں کی لہذا اب پھر ان کو توجہ دلانے کے احباب سے تین فہرستیں طلب کرتے ہوئے:۔

(۱) کون صاحب نصاب ایسے ہیں۔ جو باقاعدہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ یا آیندہ زکوٰۃ کے ادا کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ اس فہرست میں صرف نام اور پتہ لکھنا کافی ہوگا۔

(۲) کون کون صاحب ہیں۔ جو باقاعدہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔ اور نہ انہوں نے کوئی وعدہ کیا ہے کہ آیندہ زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرینگے۔

(۳) ایسے احباب کی فہرست درکار ہے۔ جو آپکے خیال میں تو صاحب نصاب ہیں۔ لیکن خود اپنے آپ کو زکوٰۃ دینے والوں میں شمار نہیں کرتے۔ تا ان سے متعلق تحقیقات کر کے فیصلہ کیا جائے۔

یہ تین فہرستیں الگ الگ کاغذوں پر الگ الگ پیشانی قائم کر کے طیار کر کے ۱۰ر فروری ۱۹۲۴ء تک ضرور دفتر ناظر بیت المال میں پہنچ جاویں۔

اس سلسلہ میں یہ بھی احباب سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ زکوٰۃ کا روپیہ صرف ناظر بیت المال یا حضرت اقدس کے پتہ سے آنا ضروری ہے۔

نیاز مند عبد المغنی ناظر بیت المال قادیان

اخبار احمدیہ

ضرورت مدرسین پرائمری مدارس احمدیہ کے لئے پانچ مدرسین کی ضرورت ہے۔ حاجتمند دوست جلد درخواست کریں۔

زین العابدین۔ ناظر تعلیم و تربیت۔ قادیان۔

درخواست دعا خان محمد عبد الرحیم خان صاحب خالد پسر حضرت نواب محمد علیخان صاحب آف مالیر کوٹلہ ایک عرصہ سے بغرض تعلیم ولایت میں مقیم ہیں احباب کرام سے بالخصوص درخواست ہے کہ موصوف کی ہر طرح کی کامیابی اور فائز المرام واپسی کیلئے بتوجہ دعا فرمائیں۔

خاکسار مہر محمد خان شہاب قادیان

تلاش گم ایک لڑکا مسمی شمس الدین پسر میاں محمد امین صاحب بعمر ۱۴ سال دوکان میدنی پور کلکتہ سے ناراض ہو کر کہیں چلا گیا ہے جس کا حلیہ یہ ہے۔ رنگ گندمی لمبا قد انٹرنس پاس۔ ڈاڑھی گھنی مگر منڈاتا ہے۔ موٹی موٹی آنکھیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان ۔ ۵ر فروری سنہ ۱۹۲۴ء

"سیاست" کی بطالت

"راز و نیاز" کے کرشمے

(نمبر ۴)

گذشتہ تین پرچوں میں ہم معاصر "سیاست" کے جواب میں جو مضامین شائع کر چکے ہیں۔ ان کی یہ آخری قسط ہے۔ جو ہم پیش کرنا چاہتے ہیں:۔

کیا حضرت مرزا صاحب نے پیشگوئیاں شائع نہ کرنے کا اقرار کیا؟

جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں۔ معاصر موصوف نے اپنے مضامین میں وہی اعتراض دہرائے ہیں۔ جو جماعت احمدیہ کے ناکام و نامراد دشمن کرتے رہے ہیں۔ اسی سلسلہ میں ایک اعتراض "بقول" مولوی ثناء اللہ صاحب یہ پیش کیا گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے

"ایک حاکم کے سامنے اس امر کا تحریری اقرار کیا کہ وہ اب مولوی محمد حسین بٹالوی مرحوم کے حق میں اپنے خدا کی القا کردہ باتوں کو ظاہر نہیں کریگا۔"

اگر سلسلہ کے اس نو آموز مخالف کو احمدیہ لٹریچر سے ذرا بھی واقفیت ہوتی۔ تو اس لغو اور بوسیدہ اعتراض کو دہرانے کی ہرگز جرأت نہ کرتا۔ کیونکہ یہ قطعاً غلط اور جھوٹ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اس قسم کا کوئی تحریری اقرار کیا تھا۔ بات صرف یہ ہے۔ جو حضرت مرزا صاحب نے اپنی تصنیف "کتاب البریۃ" کے صفحہ ۹ میں تحریر فرما دی ہے کہ آپ نے کسی کے متعلق انذاری پیشگوئی شائع کرنے سے قبل اس کی اپنی درخواست اور اسپر مجسٹریٹ ضلع کی اجازت ضروری قرار دی۔ اور اس سے قبل بھی آپ کا یہ طریق تھا کہ کسی کے متعلق انذاری پیشگوئی اس سے اجازت لے کر شائع فرماتے تھے۔ جیسا کہ پنڈت لیکھرام کے متعلق کیا گیا۔ "سیاست" نے جس اعتراض کو اب دہرایا ہے۔ اس کی تردید حضرت مرزا صاحب پہلے ہی بایں الفاظ فرما چکے ہیں:۔

"بعض ہمارے مخالف جن کو افترا اور جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔ لوگوں کے پاس کہتے ہیں کہ صاحب ڈپٹی کمشنر نے آیندہ پیشگوئیاں کرنے سے منع کر دیا ہے۔ خاص کر ڈرانیوالی پیشگوئیوں اور عذاب کی پیشگوئیوں سے سخت ممانعت کی ہے۔ سو واضح رہے کہ یہ باتیں سراسر جھوٹی ہیں۔ ہم کو کوئی ممانعت نہیں ہوئی۔"

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ "سیاست" نے جو اعتراض کیا ہے وہ بالکل لغو ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب آج سے بہت عرصہ قبل خود اس کی تردید فرما چکے ہیں۔

اقتدائے حضرت مرزا صاحب کا اثر

دوسری بات بطور طنز اور اعتراض "سیاست" نے یہ پیش کی ہے کہ:۔

"اقتدائے مرزا صاحب کا نتیجہ یہ ہے کہ ابتدائی زمانہ میں مرزا صاحب کے مشن پر سب سے زیادہ مال خرچ کرنیوالی لاہوری جماعت پر دفعہ ۱۵۳ الف کا خوف اس قدر طاری ہوا کہ اس مقدمہ میں جو اس پر "وید کا بھید" لکھنے کی وجہ سے حکومت کی طرف سے قائم کیا گیا۔ اس بزدلی کا ثبوت دیا کہ جس کا ذکر کرنا بھی باعث شرم معلوم ہوتا ہے۔"

ہم نہیں سمجھتے۔ جب لاہوری جماعت "سلسلہ احمدیہ" سے علیحدہ ہو چکی ہے۔ تو "الفضل" کو مخاطب کرتے ہوئے اس کی مثال کس عقل و دانش کے ماتحت پیش کی گئی ہے۔ کیا ہی عجیب بات ہے۔ یہاں تو "سیاست" نے "لاہوری جماعت" کی اس مثال کو "اقتدائے مرزا صاحب کا نتیجہ" قرار دیا ہے۔ اور اپنے ۲۵ر جنوری کے پرچہ میں اسی "لاہوری جماعت" کو یہ ثابت کرنے کیلئے پیش کیا ہے۔ کہ یہ لوگ جماعت احمدیہ کو چھوڑ کر الگ ہو چکے ہیں۔ چنانچہ سلسلہ احمدیہ پر چوٹ کرتا ہوا "سیاست" لکھتا ہے:۔

"کیا یہ وہی چٹان نہیں ہے۔ جس کے بڑے بڑے پتھر ایک ایک کر کے باد مخالف کے جھونکوں سے قادیان سے لڑھکتے ہوئے لاہور آ پہنچے۔"

اگرچہ یہ کسی باد مخالف کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ ان لوگوں کی اپنی بدقسمتی تھی۔ جو قادیان سے منقطع ہو کر لاہور جا پہنچے لیکن "سیاست" بتائے۔ اس کی کس بات کو درست سمجھا جائے۔ آیا یہ کہ لاہوری جماعت نے مقدمہ میں جو روش اختیار کی۔ وہ "مرزا صاحب کا نتیجہ" ہے۔ یا یہ کہ اس جماعت سے تعلق رکھنے والے لوگ "اقتدائے مرزا صاحب" کو بالکل ترک کر چکے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب خدا کے وہ جری تھے۔ جو تن تنہا ساری دنیا کے مقابلہ میں کھڑے ہوئے۔ جن کے قتل کی سازشیں کی گئیں۔ جنہیں قتل کی دہمکیاں دی گئیں۔ جن پر قتل اور کئی قسم کے مقدمات بنائے گئے۔ لیکن آپ کے پائے ثبات و استقلال کو کوئی چیز بھی جنبش نہ دے سکی پس آپ کی اقتدا کا اگر کوئی نتیجہ اور اثر ہو سکتا ہے تو صرف یہی کہ دین کی خاطر جان تک کی پروا نہ کی جائے۔ اور کوئی بڑی سے بڑی مشکل ہراساں نہ کر سکے۔ اگر کوئی شخص اس پیمانہ سے پورا نہیں اترتا۔ تو اُسے کوئی حق نہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی اقتدا کرنے کا دعویٰ کرے اور کسی کی لغزش سے حضرت مرزا صاحب پر اعتراض نہیں پڑ سکتا۔ بلکہ اس شخص کی اپنی کمزوری اور کم ہمتی ظاہر ہوتی ہے۔

غیر مبائعین کا ذکر کرنے کے بعد "سیاست" پوچھتا ہے:۔

"کیا "الفضل" یہ جانتا ہے۔ کہ ان کے میر قاسم علی صاحب کا مقدمہ کیوں اور کس طرح واپس لیا گیا۔

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در محفل رنداں خبرے نیست کہ نیست"

اس کے متعلق ہماری گذارش یہ ہے کہ "الفضل" اصل حقیقت جو "محفل شرفا" سے تعلق رکھتی ہے۔ اسے تو خوب جانتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ گورنمنٹ نے قانون کا لحاظ کرتے ہوئے جس کے رُو سے مقدمہ نہیں چل سکتا تھا۔ خود جناب میر قاسم علی صاحب والا مقدمہ واپس لے لیا ہاں ہمیں یہ اعتراف ہے۔ کہ "الفضل" کی رسائی چونکہ "محفل رندان" تک نہیں ہے۔ اس لئے اسے وہ خبر معلوم نہیں جس کا علم "سیاست" کو اس محفل میں دخل رکھنے کی وجہ سے

ہو سکتا ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ اگر "سیاست" کو مخفی ذرائع سے کوئی خاص خبر پہنچی ہے۔ تو اس کے اظہار کی اس میں کیوں جرأت نہیں ہے۔ ہم "سیاست" کو چیلنج دیتے ہیں کہ اگر اس کے علم میں کوئی ایسی خبر ہے۔ جس کی ہمیں خبر نہیں۔ تو وہ اسے شائع کرے۔ مگر ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ اس کی محض رندانہ بڑ ہے۔ جس کی کچھ بھی حقیقت نہیں ہے۔

"سیاست" کا مضمون چونکہ عجیب قسم کی معجون ہے کبھی وہ طعن و تشنیع کی طرف چلا جاتا ہے۔ کبھی حضرت مرزا صاحب کی ذات پر اعتراض کرنے لگ جاتا ہے۔ اور کبھی مسائل کی بحث شروع کر دیتا ہے۔ اسلئے ہم بھی اس کے جواب اسی ترتیب سے دے رہے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی

"سیاست" نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے نہ ہونے کے ثبوت میں حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات پیش کی ہے۔ حالانکہ اس حدیث سے بھی یہی ظاہر ہے۔ کہ باب نبوت بند نہیں۔ بلکہ کھلا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم نے نبوت جس چیز کو قرار دیا ہے۔ اسی کی اس حدیث سے تصدیق و توثیق ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالے نے تمام انبیاء کے متعلق فرماتا ہے:۔ ما نرسل المرسلین الا مبشرین و منذرین۔ کہ انبیاء کو ہم نے نہیں بھیجا۔ مگر مبشرین اور منذرین بنا کر۔ حدیث میں صرف مبشرات کا لفظ رکھا گیا ہے۔ مگر یہ صاف بات ہے۔ کہ جو مامور مبشر ہو گا۔ وہ منذر بھی ضرور ہو گا کیونکہ کسی مامور کی قوم کی ترقی کی خبر اپنے اندر یہ خبر بھی رکھتی ہے۔ کہ اس کے مخالف ہلاک ہونگے۔ اس لئے جو مامور مبشر ہو گا۔ وہ اپنے مخالفین کے لئے منذر بھی ضرور ہو گا۔ پس مبشرات کا باقی رہنا بتاتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہو سکتا ہے۔ اور اس حدیث کا یہ مطلب ہے۔ کہ نبوت سے صرف مبشرات باقی رہ گئی ہیں۔ یعنی نبوت تو ہے۔ لیکن بعض اقسام کی نبوت آئندہ کے لئے بند کی گئی ہے۔ نبوت کی جو اقسام بند ہوئی ہیں وہ شریعت جدیدہ لانے والی اور براہ راست ملنے والی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا۔ جو قرآن کریم کو منسوخ کرے یا اس کے بعض احکام پر خط تنسیخ کھینچ دے۔ یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری سے باہر ہو کر کچھ حاصل کر سکے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی نہیں آسکتا۔ سوائے اسکے جو آپ کے فیض سے فیضیاب ہو۔ اور ایسے نبی کا آنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے منافی نہیں۔ بلکہ آپ کی شان کے عین مطابق ہے۔ کہ آپ کی قوت قدسی نبوت کے مقام تک پہنچا سکتی ہے۔ اور جو شخص یہ کہتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو گیا۔ وہ آپ کی ہتک کرتا ہے۔ اور آپ کو اس ٹیلہ کی طرح قرار دیتا ہے۔ جس نے گر کر دریا کا پاٹ بند کر دیا۔ مسلمان غور کریں اور ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت کا انعام بند کرنے والا قرار دیکر آپ کی شان کی کس قدر ہتک کر رہے ہیں ؛

جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی اور دن بدن اضافہ کی وجہ سے "سیاست" پنجاب کو "بڑا بدقسمت خطہ" قرار دیتا ہوا لکھتا ہے:۔

"ممکن ہے یہاں کوئی گندم نما جو فروش پیدا ہو اور اچھے پڑھے لکھے اس کے حواری و مرید بن جائیں"

لیکن آگے چلکر لکھتا ہے:۔

"اگر قادیان کے بہشتی مقبرے میں بھی چند ٹکے دیدینے سے جنت الفردوس کا سرٹیفکیٹ ملجاتا ہو۔ تو دیہاتی لوگ ایسے مہنگا سودا قصور نہیں کرتے"

"سیاست" کو ایک طرف تو یہ اعتراف ہے کہ اچھے پڑھے لکھے "لوگوں کا حواری و مرید بن جانا ناممکن نہیں۔ اور دوسری طرف انہی لوگوں کو دیہاتی یعنی جاہل قرار دیتا ہے۔ جو شخص تعصب میں اندھا ہو کر کچھ کا کچھ کہہ رہا ہو۔ اس کے ایک ہی وقت کے کلام میں اس قسم کا تضاد کوئی عجیب بات نہیں۔ مگر افسوس یہ ہے۔ کہ ان سطور میں بھی دھوکہ دہی اور ناحق کوشی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی گئی۔ سیاست کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ سلسلہ احمدیہ پنجاب میں ہی نہیں۔ بلکہ دنیا کے اکثر ممالک میں پھیل رہا ہے۔ انگلینڈ جرمنی۔ امریکہ۔ افریقہ۔ سیلون۔ ماریشس وغیرہ ممالک میں ہمارے مستقل مشن موجود ہیں۔ اور قریباً ہر ملک میں خدا کے فضل سے احمدی موجود ہیں۔ جو ثبوت ہے اس بات کا کہ صرف پنجاب کے لکھے پڑھے ہی جماعت احمدیہ میں داخل نہیں ہو رہے۔ بلکہ ہر ملک کے صداقت پسند اور حق جو لوگ اسلام کے اس جھنڈے کے نیچے آرہے ہیں۔

پھر یہ کہنا بھی غلطی ہے۔ کہ مقبرہ بہشتی میں چند ٹکے داخل کر کے جنت کا سرٹیفکیٹ حاصل ہو جانے کی وجہ سے لوگ احمدی ہو رہے ہیں۔ اس مقبرہ میں دفن ہونے کے لئے متقیانہ زندگی اور احکام اسلام کی پوری پوری پابندی سب سے بڑی شرط ہے۔ جیسا کہ حضرت مرزا صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہو گا۔ کہ جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جائے۔ بلکہ ضروری ہو گا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لئے ممکن ہے۔ پابند احکام الٰہی اور تقویٰ طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو۔ اور مسلمان خدا کو ایک ماننے والا اور اس کے رسول پر سچا ایمان لانیوالا ہو۔ اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو"

(رسالہ الوصیت)

پس سلسلہ احمدیہ کی ترقی کی وہ وجہ نہیں ہے۔ جو "سیاست" نے سمجھی ہے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت سے یہ سلسلہ ترقی کر رہا ہے۔ اور کرتا چلا جائیگا اس کے مخالف ناکام اور نامراد ہو رہے ہیں۔ اور ہوتے چلے جائینگے۔ نہ پہلے ان کی باطل کوششوں نے جماعت احمدیہ کا کچھ بگاڑا ہے۔ اور نہ آئندہ بگاڑ سکتی ہیں۔ معاصر "سیاست" کے لئے عبرت اور نصیحت کا بہت کچھ سامان پہلے ہی مہیا ہے۔ کاش! وہ اس سے فائدہ اٹھائے ؛

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ڈائری

۲۶ر جنوری سنہ ۱۹۲۷ء

(بعد نماز ظہر)

حضرت مسیحؑ کی ولادت

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے بے باپ پیدا ہونے کے متعلق ذکر پر فرمایا کہ یا تو یہی ماننا پڑیگا۔ کہ وہ بے باپ تھے۔ ورنہ ان کی ولادت میں یقیناً شبہ پڑ جائے گا۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ یوسف نجار نے حسب رواج بلا رخصتانہ ہونے کے نکاح کے بعد صحبت کی تھی۔ تو اس کو شک ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی تھی۔ پس یا تو مسیح کو بے باپ تسلیم کیا جائے گا۔ یا ان کی ولادت میں شک کرنا پڑیگا۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب نے بتایا۔ کہ امریکہ میں جب انہوں نے ڈاکٹروں سے اس کے متعلق گفتگو کرنے کی کوشش کی تو انہوں نے پادریوں کی ضد کی وجہ سے کبھی اس مسئلہ پر علمی حیثیت سے گفتگو کی طرف آمادگی ظاہر نہ کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ کہا جاتا ہے کہ یہودیوں میں رواج تھا۔ کہ نکاح ہونے کے بعد قبل رخصتانہ مرد و عورت مل سکتے تھے۔ مگر مجھے اسکا ثبوت نہیں ملا۔

ایک خواب

اس کے بعد حضور نے اپنے ایک خواب کا ذکر فرمایا۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا اور خواب میں ہی مجھے ایسا محسوس ہوا۔ کہ گویا یہ بیداری کا واقعہ ہے۔ مجھے ایسا محسوس ہوا۔ کہ چھت پر کوئی آدمی ہے۔ میں نے خواب ہی میں اپنی بیوی کو جگایا۔ مجھے اس وقت محسوس ہوا۔ کہ گویا چور پھرتا ہے۔ پھر میں نے میاں بشیر احمد صاحب کے گھر کی طرف سے روشنی آتی دیکھی۔ جیسے کوئی لالٹین لے کر سیڑھیوں پر چڑھتا ہے۔ اس کے بعد مجھے شور کی آواز معلوم ہوئی۔ اور میں نے غور سے سنا۔ تو یوں معلوم ہوا۔ کہ جیسے کہیں آگ لگی ہوئی ہے اور شور وہاں سے آتا ہے۔ اُٹھ کر باہر گیا تو معلوم ہوا۔ کہ جیسے میاں شریف احمد صاحب کے گھر کی طرف جہاں مولوی رحیم بخش صاحب رہتے ہیں۔ آگ لگی ہوئی ہے۔ اس مکان میں ایک دفعہ پہلے بھی آگ لگی تھی۔ اور میں خواب میں اس امر کو یاد کرکے کہتا ہوں جہاں پھر آگ لگی ہے۔ میں اس طرف جانا چاہتا ہوں۔ مگر جا نہیں سکا۔ اور راستہ نہیں ملا اور سیڑھیاں اتر کر دوسری طرف سے جانا چاہتا ہوں اور راستے وغیرہ اجنبی معلوم دیتے ہیں۔ اس وقت میں نے مولوی رحیم بخش صاحب کو ایک سکیم بتائی کہ آگ بجھانے کا انتظام اس طرح کرنا چاہیئے۔ جس راستہ پر میں اب اس مکان کی تلاش میں گیا ہوں۔ اس پر جا کر مجھے اس مکان کا پتہ نہیں ملا۔ اور میں پھر سڑک کی طرف واپس آگیا ہوں۔ اتنے میں مجھے ایسا نظر آیا۔ کہ حضرت صاحب جا رہے ہیں اور شاید آپ کے ساتھ حافظ حامد علی مرحوم ہیں۔ مجھے خیال آیا۔ کہ آپ کے پیچھے جاؤں۔ تو وہاں پہنچ جاؤں گا۔ جس راستہ پر سے ہو کر آپ جا رہے ہیں۔ ایسا ہے جیسا شہر کی بہت آباد حصہ کی سڑک ہوتی ہے اور بہت کوڑا اور کرکٹ اور کیچڑ ہے۔ کچھ دور جانے کے بعد آپ غائب ہو گئے۔ اور میں نے سمجھا کہ اسی جگہ کے پاس آگ لگی ہوگی۔ (گویا آپ راستہ دکھانے آئے تھے) جب میں آگے بڑھا۔ تو میں نے وہ مکان دیکھ لیا۔ جس کو آگ لگی ہوئی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کوئی بنک یا منڈی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ ہماری نہیں۔ اور لوگوں کی ہے۔ میں اس کو دیکھکر کہتا ہوں۔ کہ یہاں تو آگ لگنی ہی تھی۔ اس کے بعد وہاں اس طرح کھڑا ہو گیا ہوں۔ جس طرح انسان کسی عجیب نظارہ کو دیکھکر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اتنے میں ایک شخص نے ایک سکہ میری جیب میں ڈالا اس نے پشت کی طرف سے ڈالا تھا۔ مگر اس وقت حواس اتنے تیز تھے۔ کہ مجھے نظر آگیا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا۔ اور کہا کہ تو جھوٹا سکہ میری جیب میں ڈالکر مجھے پکڑوانا چاہتا تھا۔ اور کچھ پولیس مین جو اس آگ کی وجہ سے ہی وہاں جمع ہیں۔ ان میں سے ایک کو بلا کر اس کو پکڑوا دیا۔ اس کے بعد کچھ اور نظارہ جو اسی تسلسل میں تھا۔ جس کا بیان کرنا مناسب نہیں دیکھا اور اس کے بعد آنکھ کھل گئی ہے۔

(بعد نماز عصر)

فقہی مسائل میں خلیفہ سے اختلاف

جناب شیخ محمد حسین صاحب سب جج رخصتی نے سوال کیا۔ کہ کیا ایک شخص مسائل میں اختلاف رکھ کر خلیفہ سے بیعت کر سکتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے فرمایا۔ مسائل فقہیہ میں سوائے نبی کے ہر ایک شخص سے اختلاف ہو سکتا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ سب سے اپنے اپنے وقت میں صحابہ بعض باتوں میں اختلاف رکھتے تھے۔ ہمیں کئی مسائل میں حضرت خلیفہ اول سے اختلاف تھا۔ مثلاً حضرت خلیفہ اول کا یہ اعتقاد تھا۔ کہ نبی قتل نہیں ہو سکتا مگر ہمارا یہ اعتقاد ہے۔ کہ نبی قتل ہو سکتا ہے۔ اور خود حضرت مسیح موعود نے بھی لکھا ہے۔ کہ حضرت یحییٰ قتل کئے گئے۔ گو یہ بات کہی جاتی ہے۔ کہ وہ الزامی طور پر لکھا ہے مگر یہاں الزام کی کوئی بات نہیں۔ پس اصولی بات میں اختلاف نہیں ہو سکتا۔ یہ نبی ہی ہوتا ہے۔ جو کہتا ہے۔ یہ بات یوں ہے۔ پھر خواہ وہ سمجھ میں نہ آئے ماننی پڑتی ہے۔

۲۷ر جنوری ۱۹۲۷ء بعد نماز ظہر

ایران کی طرف توجہ کی ضرورت

فرمایا۔ ہمیں ایران کی جلد خبر لینی چاہیئے۔ وہاں آثار انقلاب کے نظر آتے ہیں۔ شاید شاہی مٹ جائے۔ اور پارلیمنٹ قائم ہو جائے۔ اور وہاں بابیوں کی حکومت ہو جائے۔ پھر فرمایا۔ جہاں تک میں نے انگریزی رپورٹوں اور سیاحوں کی کتابوں کو پڑھا ہے۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہاں بابی زیادہ ہیں۔ اور وہ بہائیوں کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ایسا ہی جیسا کہ غیر احمدی ہمیں خیال کرتے ہیں۔

مولوی محمد امین خاں صاحب افغان نے کہا بخارا اور ترکستان میں تو کھلے بندوں بہائیوں کی کثرت نظر آتی ہے۔ فرمایا۔ ایران میں زیادہ بابی ہیں۔ اور وہاں بھی صبح ازل کے فرقہ کے لوگ۔ فرمایا جب ہم ایران کی طرف توجہ کریں گے۔ تو ہمیں ان کے لٹریچر کو بھی دیکھنے کی ضرورت

پڑھنا ہوگا۔ اور ان کے مقابلہ میں ہمیں شیعوں کی مدد بھی حاصل ہو جائیگی۔

مولوی محمد امین خانصاحب نے کہا۔ کہ ایرانیوں کو کتاب اقدس کی عبارتوں کی عبارتیں حفظ ہوتی ہیں۔ فرمایا وہاں بھیجنے کے لئے تجربہ کار آدمیوں کی ضرورت ہے۔ نیز بکثرت وہاں کتابیں بھیجنے کی بھی۔ تاکہ ہر طرف سے ایک ہی آواز آئے ؛

(۲۷ جنوری۔ بعد عصر)

عورتوں کے مہر کی فلاسفی

جناب شیخ محمد حسین صاحب سب جج نے عرض کیا۔ کہ عورتوں کے مہر مقرر کرنے کی کیا فلاسفی ہے۔ فرمایا۔ کہ مہر کی فلاسفی یہ ہے۔ کہ عورت کے لئے جائیداد مقرر ہو۔ جس پر اس کا تصرف ہو۔ اس کی کئی ضروریات ہوتی ہیں۔ جن کو مرد غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ مگر اس کے نزدیک وہ اہم ہوتی ہیں۔ اور بعض باتیں مرد سے بیان بھی نہیں کرسکتی۔ شریعت نے اس کی ضروریات کو تسلیم کیا ہے۔ اور اس کے لئے مستقل جائیداد کا انتظام کیا ہے۔ اور مہر مقرر کر کے عورت کا حق ثابت کر دیا۔ اور اس طرح اسلام نے تمدن کی بہت بڑی ضرورت کو پورا کیا ؛

ولایت میں عورت کی جائداد نہیں ہوتی۔ مگر جو کچھ وہ قرض کپڑوں وغیرہ کے لئے اٹھائے وہ مرد کو ادا کرنا پڑتا ہے ؛

سوال ہوا۔ کہ حضرت عمرؓ نے کیوں زیادہ مہر سے روکا تھا۔ فرمایا۔ اس لئے کہ لوگوں نے محض نمود و نمائش کے لئے بڑا مہر باندھنا شروع کر دیا تھا وہ خود انہوں نے ام کلثوم بنت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مہر چالیس ہزار باندھا۔ اور وہ پہلے ادا کر دیا تھا ؛

شادی سے غنا

"جو شخص اللہ پر توکل رکھتا ہے۔ وہ شادی کرے۔ تو اسپر غربت کی ایسی حالت کبھی نہیں آتی کہ وہ ذلیل ہو جائے پھر اگر بیوی نیک اور حسب منشا مل جائے۔ تو ایسا اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے کہ خواہ فاقے رہنا پڑے۔ پھر بھی آرام ہی ہوتا ہے"

(حضرت خلیفۃ المسیح ثانی)

یوسف شملہ

میں آج قلب حزیں کے ساتھ اپنے عزیز رشتہ دار اور احمدی جماعت شملہ کے ایک درخشندہ گوہر کا کچھ حال لکھتا ہوں۔ جس نے حکمت الٰہیہ کے ماتحت گذشتہ سال سالانہ جلسہ کے موقعہ پر جام شہادت پیا۔ اور پھر وہ نیک گوہر خدا کے پیارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیاری بستی قادیان کے اس مقدس مقبرہ میں جسے خدا کی پاک وحی میں بہشتی مقبرہ قرار دیا گیا ہے ہمیشہ کے لئے رکھدیا گیا ؛

پیدائش

اغلباً ۱۸۸۰ء میں مرحوم جالندھر شہر میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کا نام والدین نے محمد یوسف رکھا تھا۔ آپ کے والد ماجد کا نام الٰہی بخش تھا۔ جو خاص جالندھر شہر کے ہی رہنے والے تھے ؛

تعلیم

والدین اور آپ کے بڑے بھائیوں نے آپ کو مڈل تک تعلیم دلوائی۔ چونکہ آپ کے بھائی شملہ میں سوداگری کرتے تھے۔ اس لئے وہ اپنے اس بھائی کو بھی شملہ میں ہی لے گئے ؛

ملازمت

شملہ میں کچھ دنوں بطور امیدوار کام سیکھنے کے بعد مرحوم دفتر آب و ہوا Meteorological Department میں تیس روپے ماہوار پر بطور کلرک ملازم ہوئے۔ اور اثناء ملازمت میں آپ نے مختصر نویسی کا فن سیکھا جس کی وجہ سے آپ کے افسر اعلےٰ نے خوش ہو کر آپ کو ماہوار الاؤنس بھی دیا۔ چونکہ مرحوم کام میں ہوشیار تھے۔ اور دلچسپی لیتے تھے۔ اس لئے خدا کے فضل سے ترقی پاتے گئے۔ یہاں تک کہ آپ ہیڈ کلرک اور پھر سپرنٹنڈنٹ ہو گئے۔ اور بہت دفعہ بجائے رجسٹرار بھی کام کرتے رہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کی حکمت تھی کہ آپ کو ہمیشہ جو افسر اعلےٰ ملا۔ وہ آپ کے ساتھ بہت نیکی سے برتاؤ کرتا۔ آپ کے موجودہ افسر اعلیٰ جناب ڈاکٹر واکر صاحب بہادر جو ایک بہت ہی نیک دل افسر ہیں۔ جن کی مثال ملنا ناممکن نہیں۔ تو بہت مشکل ضرور ہے۔ مرحوم سے بہت خوش تھے۔ اور ہمیشہ آپکے ساتھ مہربانی سے پیش آتے تھے۔ یہاں تک کہ اکتوبر۔ نومبر ۱۹۲۳ء میں بابو صاحب مرحوم کے لئے گورنمنٹ سے سفارش کی۔ کہ آپ کی تنخواہ پانچ سو سے سات سو تک کی جائے۔ چنانچہ اس سفارش کی بنا پر قوی امید ہے۔ کہ اس عہدے کی تنخواہ بڑھ جائے گی ؛

انسانی ہمدردی

مرحوم کی مدت ملازمت ۲۵ سال کے قریب ہے۔ مرحوم میں قومی ہمدردی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ چنانچہ تمام گورنمنٹ انڈیا کے دفاتر میں سے صرف آب و ہوا کا ہی محکمہ ہے۔ جس میں مسلمان اور ہندو پنجاب کی مردم شماری کی نسبت سے پائے جاتے ہیں۔ اور آپ نے قومی ہمدردی کی وجہ سے کسی دوسرے مذہب والے کا ذرہ بھی نقصان نہیں کیا۔ بلکہ تمام بنی نوع انسان سے ہمدردی رکھتے تھے۔ اگر کبھی آپ کے ماتحت کسی شخص کو کوئی تکلیف اس کے اپنے کاموں کی وجہ سے پہنچی۔ تو بھی کوشش کرتے۔ کہ تکلیف دور ہو جائے۔ یہاں تک کہ ایک موقعہ پر جب ایک شخص نے تعصب کی وجہ سے آپ کے سامنے گستاخی کی۔ اور افسر اعلےٰ نے اس شخص کو واجبی سزا دینی چاہی۔ تو مرحوم اس کے لئے معافی چاہنے لگ گئے اور سزا میں تخفیف کرادی ؛

احمدیت سے تعلق

میں جب ۱۹۰۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر کے شملے گیا۔ تو میرے سوا ہمارے رشتہ داروں میں سے کوئی بھی احمدی نہ تھا۔ میں نے جب آہستہ آہستہ تبلیغ شروع کی۔ تو بعض اور لوگوں نے اگرچہ مجھے گالیاں دیں۔ مگر بابو صاحب مرحوم نے کبھی مجھے کوئی برا لفظ نہیں کہا۔ بعض وسوسہ ڈالنے والوں کی شرارت کی وجہ سے کچھ عرصہ احمدیت کا اثر تو قبول نہ کیا۔ مگر مسیح موعود کی شان میں کوئی گستاخی نہ کی۔ البتہ ایک شخص نے "چودھویں صدی کا مسیح" جو ایک ناول ہے۔ جب آپ کو پڑھنے کو دیا۔ تو آپ نے وہ پڑھا۔ اور چاہا۔ کہ مجھے

اور بابو عبد الرحمٰن (جو آپ کے بھتیجے ہیں۔ اور اس وقت احمدی ہو چکے تھے) کو بھی وہ ناول سنائیں۔ لیکن ہم نے انکو سُنکر جب جواب دیا۔ تو چپکے ہو گئے۔ لیکن اس کتاب کو نہ چھوڑا۔ خدا کی حکمت ان دنوں شملہ میں ایک آنریری مجسٹریٹ صاحب جو غالباً گوجرانوالہ کے تھے۔ تشریف لائے۔ اور بابو صاحب مرحوم سے ان کے دوستانہ تعلقات ہو گئے۔ ایک دن بابو صاحب نے وہی کتاب اس نیک طینت مجسٹریٹ کو بھی سنانی شروع کی۔ جسے سنتے ہی اس منصف دل انسان نے کہا :۔

بابو صاحب میں مرزا صاحب کو خوب جانتا ہوں۔ اور اس وقت سے جانتا ہوں۔ جبکہ وہ سیالکوٹ میں ملازم تھے۔ ان کی زندگی نہایت پاکیزہ اور درویشانہ تھی۔ اور آپکو سوائے خدمتِ اسلام کے اور کوئی دُھن ہی نہ تھی۔ آپ کی نسبت یہ تمام بہتانات ہیں۔ جو اس کتاب کے شریر مصنف نے لگائے ہیں۔ مَیں اس کتاب کے مصنف کو بھی جانتا ہوں۔ آپ کیوں اس گندی کتاب کو پڑھتے ہیں۔ گو مَیں احمدی نہیں ہوں۔ مگر اس کتاب کو تو تنور کے قابل سمجھتا ہوں۔ ان سچے الفاظ کا اثر یہ ہُوا۔ کہ مرحوم نے اس کتاب کو بکلی چھوڑ دیا۔ اور مجھ سے قرآن مجید پڑھنا شروع کر دیا۔ اور احمدیت کے قریب ہو گئے۔ اور حضرت مسیح موعود کی غلامی میں آگئے۔ اور قرآن مجید بھی پڑھ لیا۔ اور پھر کبھی تلاوت قرآن مجید کو نہ چھوڑا ۔

دینی محبّت

احمدیت کے ساتھ تعلق مخلصانہ تھا۔ اور ہمیشہ آپ تلاوت قرآن مجید کرتے رہتے اور نمازوں کو پابندی کے ساتھ پڑھتے تھے۔ اور نمازوں کے لئے بڑا ہی فکر رکھتے تھے۔ جماعت کے لئے اگر دیر ہو جائے۔ تو جو بھی قریب ہوتا۔ اُسے بلا بھیجتے یا خود آواز دے لیتے یا کبھی اپنی بیوی بچوں کو ساتھ ملا کر خود ہی جماعت کرا دیتے۔ نماز اور احمدیت سے اتنی محبّت تھی۔ کہ مجھے فرمایا کرتے تھے کہ مَیں چاہتا ہوں کہ اپنے مکان کے ساتھ جالندھر میں احمدیہ مسجد بھی بنوا دوں۔ جس میں ہمارے سلسلہ کی تبلیغ بھی ہو۔ اور خوب کھولکر یہ پیغام لوگوں تک پہنچا دیا جائے۔

گھر میں مسجد

نماز کی پابندی کا اتنا خیال تھا کہ اپنے گھر میں ایک کمرہ نماز کے لئے مخصوص کر دیا ہُوا تھا۔ جسے ہم بطور مسجد استعمال کرتے رہے۔ جہاں درس قرآن بھی ہوتا تھا۔ پھر دفتر میں نماز کے لئے اپنا پورا سامان الگ رکھا ہُوا تھا۔ اور تمام کے لئے نماز پڑھنے کے لئے دفتر میں بھی خاص انتظام کیا ہُوا تھا گورنمنٹ آف انڈیا کے کسی دفتر میں بھی مسلمانوں کے لئے خدا تعالےٰ کو یاد کرنے کے لئے کوئی مقام محفوظ نہیں ہے۔ مگر اس سچے مسلمان نے اپنے دفتر میں انتظام بھی باقاعدہ رکھا ہُوا تھا۔ یہاں تک کہ جمعہ کے دن غیر احمدی الگ جمعہ پڑھتے۔ احمدی الگ پڑھتے۔ اور عید کے موقعوں پر بھی ہمیں آپ کے دفتر میں نماز کے لئے جگہ مل جاتی۔ اور یہ سب انتظام آپ نے ہمیشہ افسر اعلیٰ کی رضامندی سے کیا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کو تبلیغ

ہمارے مکرم مرحوم بابو صاحب کو تبلیغ احمدیت کا بھی خیال رہتا تھا۔ اور ہمیشہ جہاں کسی سے ملاقات ہوئی آپ تبلیغ کے لئے کوشش کرتے۔ اور زیادہ تر اس طرح کہ مجھے بُلا لیتے۔ ایک دفعہ جب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اپنی زندگی کے آخری ایام میں شملے تشریف لائے۔ اور اپنی پُرانی دوستی کی وجہ سے ہمارے بھائی محمد اسمٰعیل صاحب مستری جو مرحوم کے بڑے بھائی ہیں۔ اور غیر احمدی ہیں انکی دکان پر تشریف لائے۔ تو اسوقت بابو عبد الرحمان صاحب موجود تھے۔ باتیں جو شروع ہوئیں تو بابو صاحب مرحوم نے مولوی صاحب سے کہا۔ مولوی صاحب اب تو سچائی کھُل گئی۔ مشرق و مغرب میں صداقت پھیل گئی اب تو آپ بھی بیعت کر لیں۔ اِس پر مولوی صاحب نے کہا۔ کہ اب تو مرزا صاحب فوت ہو چکے ہیں۔ اب مَیں کس طرح انکی بیعت کروں۔ بابو صاحب مرحوم نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانشین حضرت مولوی نور الدین خلیفہ جو ہیں۔ ان کے ہاتھ پر بیعت کر لیں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ وہ تو میرے جیسے ہی ہیں۔ انکی تو مَیں بیعت نہیں کرتا۔ اگر مرزا صاحب زندہ ہوتے تو مَیں بیعت کر ہی لیتا ۔

اس واقعہ سے پہلے مولوی صاحب نے ہماری تمام جماعت کو اپنے اس سنجولی میں بھی ایک دفعہ بُلایا تھا۔ ہم سب مولوی صاحب سے ملے۔ اور مولوی صاحب بھی بڑی محبت سے سب سے ملے۔ جب میری باری آئی۔ تو مولوی صاحب نے مجھے گلے سے لگایا۔ مَیں نے اسوقت کہا۔ مولوی صاحب آج آپ کا وہ فتویٰ کفر کدھر ہے۔ آپ تو کہتے تھے۔ کہ جو احمدیوں سے سلام علیک کرے۔ وہ بھی کافر ہے اور آج آپ تو گلے مل رہے ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا چپ ایسی باتیں نہ کرو۔ مَیں اب بعد وفات مرزا صاحب کو کافر نہیں کہتا ۔

غیر مذاہب کی تردید کا شوق

اگرچہ خود بابو صاحب مرحوم کو تبلیغ میں ایسا ملکہ نہ تھا کہ مباحثہ کر سکیں لیکن جہاں غیر مذاہب کا حملہ ہو آپ کو اس کے جواب کا فکر پیدا ہو جاتا تھا چنانچہ اس سال بڑے دنوں پر جب کہ آپ جالندھر میں تھے۔ دہرم بھکشو نے بہت بدزبانی سے اسلام پر حملہ کیا۔ جب دریدہ دہنی کی کوئی حد نہ رہی۔ تو لوگوں میں ایک ہل چل مچ گئی۔ اور غیر احمدیوں نے میرے بُلانے کی کوشش کی۔ لیکن چونکہ میں دہلی سے چل چکا تھا اور میرا صحیح پتہ انہیں نہ تھا۔ وہ بابو صاحب کے پاس گئے۔ اور ایک دن یہ خیال کر کے کہ آج تو عمر الدین ضرور سالانہ جلسہ کے لئے قادیان جاتے ہوئے یہاں سے گذریگا۔ اسلئے ہم اُسے اُتار لیں گے آپ نے بعض کو سٹیشن پر بھی بھیجا۔ مگر مَیں جب اس دن بھی نہ پہنچا۔ تو آپ نے لوگوں سے وعدہ کیا کہ مَیں جلسہ پر جا رہا ہوں۔ مَیں خود مولوی صاحب کو لے کر آؤں گا تم دہرم بھکشو سے مباحثہ طے کر کے اشتہار دیدو۔ اور آپ قادیان کو روانہ ہو گئے۔ اور جب مجھے قادیان میں تو سب سے پہلی بات یہی کی۔ کہ آج ہی خط لکھدو کہ ہم ہفتہ کے دن پہنچ جائینگے۔ مَیں نے کہا بہت اچھا۔ آپ آگے چلئے گا۔ مَیں اتوار کو پہنچ جاؤں گا۔ فرمانے لگے۔ کہ نہیں میں تو ساتھ ہی لے کر چلوں گا۔ مَیں نے مجبوراً اقرار کر لیا۔ اللہ تعالیٰ کو آپ اس دینی جہاد میں شہادت دینا منظور تھا۔ جیسا کہ واقعہ سے ظاہر ہے ۔

اخلاقی حالت

آپ کی اخلاقی حالت خدا تعالیٰ کے

فضل سے بہت اچھی تھی۔ آپ نے کبھی والدین کی نافرمانی نہیں کی۔ بلکہ ان کی خدمت جان و مال سے برابر کرتے رہے چہرہ پر بل نہیں پڑے رہتے تھے۔ بلکہ ہمیشہ خندہ پیشانی پیش آتے تھے۔ چھوٹے چھوٹے بچے آپ سے بلا تکلف کھیلا کرتے تھے۔ آپ کی طبیعت منکسر تھی۔ آپ ہمیشہ سوچ سمجھ کر چلتے تھے۔ آپ کے بڑے بھائی جناب مستری محمد اسمٰعیل صاحب آپ سے خوش رہے اور اپنے لڑکوں سے زیادہ ان سے خوش رہے۔ جو مرحوم کے کریم الاخلاق ہونے کی دلیل ہے ؎

قادیان دارالامان ۲۸ دسمبر ۱۹۲۳ء

وفات بروز جمعہ علی الصبح جبکہ آپ حسب عادت اُٹھے۔ اور قضاء حاجت کے لئے باہر گئے۔ تو کسی طرح آپ مستری فضل کریم صاحب موحد مشین سیویاں کے مکان کے قریب جن کے ہاں بوجہ رشتہ داری آپ ٹھیرے ہوئے تھے۔ ڈھاب میں گر گئے چونکہ تیرنا بالکل نہیں جانتے تھے۔ پانی سخت سرد تھا۔ اور کسی نے آپ کے گرنے کے وقت دیکھا بھی نہیں تھا۔ مشیّت ایزدی سے آپ نے جام شہادت پیا اور اپنے محبوب کے قدموں میں بہشتی مقبرہ میں جگہ پائی۔ حالانکہ آپ کی وصیت نہیں تھی۔ اس میں بھی شک نہیں۔ کہ ہمیں آپ کی جدائی کا سخت صدمہ ہے۔ مگر جو کچھ ان کے ساتھ خدا کی حکمت سے حضرت فضل عمر رض کے ہاتھوں سلوک ہوا ہے۔ یعنی بہشتی مقبرہ میں ان کو جگہ ملی۔ اس کو دیکھ کر تو دل میں آتا ہے۔ اے کاش! یوسف شملہ کی بجائے میں ہوتا میرے پیارے یوسف کے لئے مسیح موعودؑ کے بارہ ہزار کے قریب مہمانوں اور قادیان کی پاک سرزمین کے رہنے والے مردوں اور عورتوں نے دُعائیں کیں۔ جو خدا تعالےٰ کے فضل کی بیّن دلیل ہے :

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

۲۹ دسمبر ۱۹۲۳ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے خود جنازہ پڑھا۔ اور شہید کے جنازہ کو خود کندھا بھی دیا۔ اور دفن تک ساتھ رہے۔ اور دعا فرمائی۔

اولاد مرحوم کی پہلی بیوی سے کئی بچے ہوئے۔ مگر مرض اٹھرا کی وجہ سے سب فوت ہو گئے۔ اور مرحوم نے ہمیشہ صبر سے کام لیا۔ اور جب پہلی بیوی کی وفات پر دوسری شادی کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو لڑکے اور ایک لڑکی دی اور یہ سب بفضل خدا زندہ موجود ہیں۔ خدا تعالیٰ ان یتیموں کی دستگیری فرمائے۔ اور آپ کی اہلیہ کو جو نہایت مخلصہ احمدی ہیں۔ صبر جمیل کی توفیق دے۔

مَیں اس مضمون کو ختم کرتا ہوا احباب سے گذارش کرتا ہوں۔ کہ مرحوم بھائی کی بیوی اور بچوں کے لئے دُعا فرمادیں۔ اور خاتمہ پر پیارے اکمل کے پیارے اشعار بھی لکھ دیتا ہوں۔ جو نہایت سچے اور واقعہ کے مطابق ہیں :-

یوسفِ شملہ نے اکدم میں وہ منزل طے کی
راہ میں جس کی ابھی تک کہ گرفتار ہوں میں

پالیا ایک ہی غوطے میں حد مقصود
اور ثابت کیا منجملۂ اخیار ہوں میں

رہ گئے دیکھتے ہی ہم تو لب ساحل پر
حوضِ کوثر سے ندا آئی کہ لو پار ہوں میں

ان کے یتیموں کا وہی حافظ و ناصر ہوگا
جس نے فرمایا کہ رحمان ہوں غفار ہوں میں

خاکسار :- عمر الدین احمدی شملوی ،

زکوٰۃ کی ادائگی

زکوٰۃ کی ادائگی ایک نہایت ضروری مذہبی فرض ہے جس کی بجا آوری ہر صاحب نصاب مرد و عورت پر لازمی ہے۔ مگر عام طور پر اس بارے میں سستی کی جاتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ ادا کرنے کی طرف احباب کو توجہ دلانے کا خاص ارشاد فرمایا ہے۔ اگر باوجود اطلاع ہو جانے کے اب بھی کوئی شخص اسکی ادائگی سے پہلو تہی کریگا تو اس کا معاملہ حضور کی خدمت میں پیش کیا جائیگا تمام احمدی جماعتوں کے کارکن اصحاب دیگر احباب کو اعلان سے آگاہ کریں۔ خاکسار ناظر تعلیم و تربیت ، قادیان

ڈاک ولایت

امریکہ سے واپس آتے ہوئے راستہ میں مجھے چند روز فرانس ٹھیرنا پڑا تھا۔ ان ایام میں ایک مختصر سا اشتہار دین اسلام اور سلسلہ حقہ احمدیت کے متعلق فرانسیسی میں چھپوا کر مَیں نے ملک کے مختلف شہروں میں تقسیم کرا دیا۔ تب سے برابر ہر ڈاک میں فرانس سے قبول اسلام کی درخواست بیعت کے خطوط بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ آرہے ہیں۔ فرانس میں نو مسلم احمدیوں کی تعداد تب سے بیس کے قریب ہوگئی ہے۔

شکاگو کا ایک اخبار اپنے تازہ پرچے میں لکھتا ہے :-

" یہاں کے لوگ اس جوش میں پڑے ہوئے کہ شکاگو سے غیر ملکوں کو مشنری بھیجے جائیں۔ حالانکہ خود ان کے شہر میں ایک مسلم مشنری اکیلا ہی اسلام کی اشاعت کر کے ایک چھوٹی سی مسجد میں تبلیغ کا کام کر کے گذشتہ چھ میں ساڑھے چھ سو عیسائی مُسلمان کر چکا ہے۔ اور اس کا نام مولوی محمد دین صاحب اور شکاگو یونیورسٹی کا طالب علم ہے "

مولوی صاحب چند روز وہاں کی یونیورسٹی میں باقاعدہ جاکر وہاں کی تعلیمی حالات کو دیکھتے رہے۔ اس واسطے اخبار نویس نے ان کو طالب علم لکھ دیا ہے۔

فرانس سے ایک نو مسلم داؤد اینڈرسن کا خط آیا ہے انھوں نے تحریک کی ہے۔ کہ مارسیلز اور پیرس میں اپنے مشن قائم کئے جائیں۔

امریکہ سے مسٹر سوراٹ (عبد الحق صاحب) تحریک کرتے ہیں۔ کہ صوبجات متحدہ میں تو ہمارا مشن خدا کے فضل سے کامیاب ہوگیا۔ اب ہم کو چاہیئے۔ کہ برازیل۔ ارجنٹین اور میکسیکو میں بھی مشن قائم کئے جائیں۔ مولوی محمد دین صاحب کے خط سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جنوری کا رسالہ "مُسلم سن رائز" انھوں نے پریس میں دیدیا ہے۔

محمد صادق عفا اللہ عنہ
قادیان دارالامان

علاقہ ارتداد میں کام کرنیوالی انجمنیں

ایک معزز اہل الرائے مسلمان کی قلم سے

مولوی محمد ظفر صاحب ایم۔ اے۔ وکیل گوڑگانواں کا ایک مضمون ۳۰ جنوری ۱۹۲۴ء کے پیسہ اخبار میں بطور لیڈنگ آرٹیکل "ہمارا تبلیغی کام" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے علاقہ ارتداد میں کام کرنے والی تبلیغی انجمنوں کے کارروائیوں کا مختصر ذکر کیا ہے۔ اسی سلسلہ میں احمدی مبلغین کی نسبت بھی اظہار رائے کیا ہے۔ ہم ذیل میں اس مضمون کو اس لئے درج کرتے ہیں۔ کہ ناظرین کرام کو معلوم ہو سکے۔ کہ اہل الرائے مسلمان اصحاب کی رائے علاقہ ارتداد میں کام کرنے والے مبلغین کی نسبت کیا ہے۔ اور وہ لوگ جو اپنی نفسانی اغراض اور فوائد کے لئے مبلغین جماعت احمدیہ سے الجھ رہے ہیں۔ اور ان کے لئے مشکلات پیدا کر رہے ہیں۔ وہ اسلام کو کس قدر نقصان پہنچا رہے ہیں ؛

ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جو اُبال ہندوؤں کی کارروائی ارتداد سے مسلمانوں میں پیدا ہوا تھا۔ اب وہ بیٹھتا جاتا ہے۔ ہمارا تو یہ خیال تھا۔ کہ مسلمان سچے دل سے کہہ رہے ہیں۔ کہ ہندوؤں نے ہمیں بیدار کر دیا۔ اور بے شک ان کی ارتدادی کارروائیاں ہماری غفلت و لاپرواہی کی زبردست سزا ہے۔ اور ہم اس گوشمالی کے واقعی مستحق ہیں۔ جتنے مسلمان مرتد ہونے تھے۔ ہو گئے۔ آئندہ یاران وطن کی ابلہ فریبیاں ان پر مطلق موثر نہ ہونگی۔ کیونکہ ہمارا کام بھی ان کے علی الرغم جاری رہے گا۔ بظاہر یہ انفعال اور آئندہ احتیاط کا عزم ہمیں امید دلاتا تھا۔ خواب تھا جو کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا۔ اب وہی خاموشی اور بے نیازی کا اظہار ہے۔ بعض میدانوں سے بجز قادیانی جماعتوں کے سب چلے آئے ہیں۔ اور یاران وطن پھر ڈھیل دے کے اچانک ان خالی علاقوں پر حملہ آور ہونگے ہمارے ابنائے وطن اس ارتدادی کارروائی میں ہم آہنگ ہو گئے ہیں۔ ان میں باہم کتنے ہی اختلاف ہوں۔ اور مرتدوں کے ساتھ بعد میں ان کا کچھ ہی طریق سلوک ہو۔ لیکن اس وقت وہ خوب سبز باغ کا اشتیاق دلا رہے ہیں۔ اور اس میں سب ایک زبان ہیں۔

حال ہی میں اخبار بین حضرات نے پڑھا ہو گا۔ کہ کسی ایک چمار جن کے متعلق بڑے زور شور سے کہا جاتا ہے۔ کہ وہ ہماری مختلف وانیت سے پہلے اچھوت کہے جاتے تھے۔ لیکن وہ ہمارے برابر کے بھائی ہیں کسی مندر میں پوجا کرنے گیا۔ وہ پرشاد وغیرہ چڑھانے لگا۔ پجاری کی نظر پڑ گئی۔ بس پھر کیا تھا۔ اس نے وہ لے دے کی۔ کہ چاروں طرف سے لوگ اس غریب پرستار پر پل پڑے۔ اگر بعض باہر کے لوگ دخل نہ دیتے۔ تو بلوہ عظیم ہو جاتا ؛

ان اندرونی باتوں سے ابھی لوگ غافل ہیں۔ خدا ہی جانتا ہے۔ کہ ان مرتدوں کا بعد میں کیا حشر ہوگا لیکن اس وقت تو بت سے نظر ٹو بنے ہوئے ہیں۔ لیکن مسلمان جو خواہ کتنے ہی فرقوں میں منقسم ہوں۔ اصولاً ایک ہیں۔ چنانچہ پنجاب کی مردم شماری کی رپورٹ لکھنے والا مسلمانوں کے متعلق یہی لکھتا ہے۔ کہ مسلمانوں کے کتنے ہی فرقے ہوں۔ لیکن وہ اصولاً ایک ہیں۔ اور ان میں کوئی اہم اختلاف نہیں۔ غیروں کو تو ہماری حقیقت معلوم ہے۔ لیکن ہم خود باہم اگر دست گریبان ہیں۔ تو آپ انجمنوں کی سرتاج جمعیۃ العلماء کو ہی دیکھیں۔ کہ جب جھنجوڑ جھنجوڑ کے اسے تبلیغ پر آمادہ کیا گیا۔ تو اس کا عملی کام دیکھا جائے۔ تو سوائے تجاویز اور جلسوں کے کچھ نظر نہیں آتا۔ حال میں جب عرب میں ہندوؤں کی دست برد کا حال سنا۔ کہ وہاں بھی یہ لوگ اپنا مذہبی لٹریچر پھیلا رہے ہیں۔ اور ستیارتھ پرکاش کا ترجمہ عربی میں ہو چکا ہے۔ تو جمعیۃ العلماء نے بھی جلسہ کر کے یہ طے کیا۔ کہ اغیار کے خلاف جمعیۃ العلما مصالحہ فراہم کر کے مسلمانوں میں پھیلائے۔ ان اغیار کی جماعت میں اس نے احمدیوں کو بھی شمار کیا ہے اس سے صاف عیاں ہے۔ کہ وہ احمدیوں کے مساعی حسنہ سے آنکھیں بند کر کے ان کو بھی دشمنان اسلام میں شمار کرتی ہے۔ حالانکہ دیکھا جائے۔ تو اس انجمنوں کی سرتاج نے بجائے خود کچھ کام نہیں کیا۔ اور ان بروں یعنی احمدیوں نے بہت کچھ کام کر کے دکھا دیا۔ افسوس ہے کہ جب جمیعۃ العلما کا یہ حال ہو۔ تو عام مسلمانوں کا کیا خیال ہو گا۔ ایک انجمن دوسری سے حسد کرتی ہے۔ اس کے کام کو حقیر سمجھ کے دوسروں کو دکھاتی اور اپنی فوقیت ظاہر کرتی ہے۔ خدا ہی کو معلوم ہے۔ کہ ان حالات میں ہم مسلمانوں کا کیا انجام ہوگا۔ باوجودیکہ ہم اصولاً ایک ہیں۔ اور اغیار بھی اس کو علانیہ تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن ہم ایک دوسرے کو ٹھنڈے دل سے نہیں دیکھ سکتے ؛

مشکل یہ ہے۔ کہ ہمیں درست خبریں بتانے والا کوئی ذریعہ نہیں۔ ہندو اپنی فوقیت اور فتح دکھاتے ہیں۔ مسلمان اپنی۔ لیکن صحیح حالات کہیں سے دستیاب نہیں ہوتے۔ سب سے بڑا نقص تو یہی ہے۔ کہ بیسیوں انجمنیں قایم ہو گئیں۔ لیکن اب تک اس موضوع پر کوئی واحد اخبار موجود نہیں۔ جس میں بحث کی جائے گی۔ کہ مخالفوں کا اب تک کتنا مقابلہ کیا گیا ہے۔ اس میں کوئی کامیابی بھی ہوئی یا نہیں۔ آئندہ کیا طریق کار ہونا چاہیئے ؛

ہمیں امید بندھی تھی۔ کہ انبالہ کی انجمن جسکے سکرٹری میرے موقر دوست میر غلام بھیک صاحب نیرنگ ہیں۔ اب کچھ کام کر کے دکھائے گی۔ اور یہ انضباط سے مخالفوں کا قلع قمع کریگی ؛

افسوس تو یہ ہے۔ کہ جو انجمنیں کام کر رہی ہیں۔ نہایت خودسری سے کام کرتی ہیں۔ ان کو کام اس علاقہ کے واقفکار اور ذی اثر اشخاص کی رہبری اور مشاورت میں کرنا چاہیئے۔ لیکن جس طرح کام ہو رہا ہے۔ اس سے سوائے اس کے کہ قوم کا روپیہ بیدردی سے برباد کیا جائے۔ اور کچھ فائدہ نہیں۔ اپنا پیسہ خرچ ہو۔ تو دل دکھے۔ اور اس کے مصرف پر غور و خوض ہو۔ یہی ہے۔ کہ جہاں کہیں بعض نمایاں انجمنوں نے کام کیا

وہ بالکل بے اثر رہا۔ اور ہم نے یہی دیکھا۔ کہ بے اصول کام کرنے سے ان کے واعظوں نے لڑائی جھگڑوں میں حصہ لیا۔ اور مسلمانوں کو مقدمہ بازی میں جا ڈالا۔ ورنہ اگر مقامی لوگوں سے مشورہ لے کے کام کیا جائے۔ تو ایسے مقام پر یہ دستور العمل مرتب کیا جائے۔ کہ قلیل التعداد مسلمانوں کے گاؤں میں ملاحفت اور مساہمت سے کام کیا جائے۔ کیونکہ میں ذمہ دار حکام انگریزی کا ہمنگ ہوں۔ کہ حکومت کہاں تک قلیل التعداد جماعتوں کی نگہداشت کرے۔ ایسے مقامات میں ان لوگوں کو موقعہ و محل دیکھکر کام کرنا چاہیئے ؎

میں پوچھتا ہوں۔ کہ ہمارے رسول کریم اور خلفائے راشدین ہمارے اسوہ حسنہ ہیں۔ انہوں نے کیوں اپنے نرم و تلطف آمیز سلوک سے مخالفوں کو رام کر لیا؟ کیوں رسول کریم نے ابن ابی جیسے منافقوں کو باوجود ان کی شرارتوں کے مجلس سے ہمیشہ کے لئے نکال دیا۔ کیوں ان کی دلداری کی گئی۔ اسلام زیادہ اس کے ماننے والوں کے اعمال نیک کے اثر سے پھیلا ہے۔ پھر کیوں اب نظام کار مختلف ہے۔ لیکن یہ بحث تو اس وقت ہو۔ جب تبلیغی مدرسہ قایم ہو۔ یا اخبار ہو۔ جس میں اب تک کے کام پر تبصرہ کیا جائے۔ آئندہ کے لئے نظام عمل ترتیب دیا جائے

ہم ایک دوسرے کی غیبت سے خوش ہوتے ہیں۔ غیبت پر جو قرآن پاک میں تہدید ہے۔ اس سے ہم نے اپنے دلوں پر غلاف چڑھا لیا ہے۔ یہ مرثیہ بہت لمبا چوڑا ہے کہاں تک مرثیہ خوانی کی جائے۔ کاش مسلمان ان امور کی طرف متوجہ ہوں۔ اور تبلیغی کام میں جو انہوں نے ڈھیل ڈال رکھی ہے۔ اس کو ترک کریں۔ اور جلد اپنے ہوش کی دوا کریں۔ (محمد ظفر۔ ایم۔ اے۔ وکیل)

الحکم کی توسیع اشاعت کیلئے تحریک

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اخبار الحکم کی توسیع اشاعت کے لئے تحریک کرتے ہوئے یہ ظاہر کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر اخبارات کی اشاعت کے متعلق خاص طور پر تحریک فرمائی تھی۔ اور یہ پہلی مرتبہ کی تحریک نہیں۔ بلکہ قریباً ہر سال آپ نے تحریک فرمائی۔ اس تحریک کو عملی صورت میں لانے کیلئے میں یہ تحریک کر رہا ہوں ؎

میں ایڈیٹر الحکم کی اس رائے سے بالکل متفق ہوں کہ ہماری جماعت جذبات اللہ میں ہیلوں کی محتاج نہیں رہنی چاہیئے۔ بلکہ اس کو اپنا فرض اسی طرح ادا کرنا چاہیئے۔ جس طرح پر طبعی طور پر ایک کام کیا جاتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح نے سالانہ جلسہ پر بافسوس اس امر کا اظہار فرمایا۔ کہ پہلے جو تحریک اس بارہ میں کی گئی ہے۔ اسپر توجہ نہیں ہوئی۔ اسلئے آئندہ کے لئے آپ نے فرمایا ہے۔ کہ اگر اخبارات کی اشاعت کافی نہ ہوئی۔ تو آپ یا تو اشاعت اسلام کے فنڈ میں سے روپیہ دیکر اخبارات کو زندہ رکھیں گے۔ یا آپ یہ حکم دینگے۔ کہ احباب اس کو خریدیں۔ پس قبل اس کے کہ یہ نوبت آئے اور میں یقین نہیں کرتا۔ کہ ایسی نوبت آئے۔ احباب کو مناسب ہے۔ کہ وہ اس طرف توجہ کریں۔ ہر اخبار کی کچھ خصوصیات ہیں۔ اور وہ اپنی ان خصوصیتوں کے لئے ممتاز ہے ؎

اخبار الحکم کے متعلق تحریک کرتے ہوئے مجھے یہ ظاہر کرنا پڑتا ہے۔ کہ الحکم سلسلہ کا سب سے پہلا اخبار ہے اور حضرت مسیح موعود نے اسے اپنا ایک بازو فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس زمانہ کی مشکلات میں جو خدمت اشاعت سلسلہ کی اس اخبار کے ذریعہ ہوئی۔ وہ ایک خدا کا فضل ہے۔ جو اسکے حصہ میں آیا۔ پھر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جس دلیری اور جوصلہ کے ساتھ الحکم نے جماعت کو غلط راستہ پر جانے سے بچایا۔ وہ ایک کھلی ہوئی بات ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ الحکم کی اسقدر ضرورت سمجھتے تھے۔ کہ آپ نے ایڈیٹر الحکم سے اخبار کو بند نکرنے کا عہد لیا ؎ اور یہ بھی ایک واقعہ ہے۔ کہ حضرت خلیفہ اول نے اپنی آخری تقریر سالانہ جلسہ کی تقریب پر الحکم کو اول انجاد میں کا خطاب دیا۔ اور اسکے لئے آپ اپیل کی۔ اس حقیقت سے کبھی انکار نہیں۔ کہ آپ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں الحکم کا انتظام حضرت خلیفہ ثانی کے ہاتھ میں دیا۔ اور اپنی خلافت کے ... پر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل میں حضرت خلیفہ ثانی اسکے لئے انتظام کرتے رہے۔ مگر بعد میں خلافت کی ذمہ داریوں نے آپکو الگ کر دیا۔ مگر مختلف اوقات پر جو کچھ الحکم کے متعلق حضرت خلیفہ ثانی نے فرمایا۔ وہ جماعت سن چکی ہے۔ اور اخبارات اور آپ کی سالانہ تقریروں میں شائع ہو چکا ہے۔ ان امور کے بیان کرنے کے بعد میں نہیں جانتا میں کن الفاظ اور کس پیرایہ میں الحکم کے لئے تحریک کروں ؎

ہم میں سے ہر ایک کا یہ فرض ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک کی اس یادگار کو عمدگی سے زندہ رکھیں۔ اور اس کی آسان صورت یہی ہے۔ کہ جو لوگ اخبار پڑھ سکتے ہیں۔ وہ اس کو اس نیت سے خریدیں۔ اور جو نہیں پڑھ سکتے۔ وہ بھی اسی نیت سے خریدیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح چاہتے ہیں۔ کہ ان اخبارات کو قایم رکھا جاوے ؎

ہر ایک انجمن لازمی طور پر اپنی مقامی ضروریات کے فنڈ سے ایک اخبار خریدے۔ میں اگر غلطی نہیں کرتا تو تین سو کے قریب انجمنیں ہیں۔ تین سو مستقل خریدار ایک دن میں بڑھا سکتے ہیں۔ میری اسی تحریک کے بعد جو انجمن کسی وجہ سے نہ خرید سکتی ہو۔ وہ اطلاع دے ورنہ میں یہ سمجھوں گا۔ کہ ہر انجمن خریدنے کے لئے طیار ہے۔ اور میں ایڈیٹر صاحب الحکم کو تمام انجمنوں کی فہرست دیکر اجرائے اخبار کی ہدایت کرونگا ؎

اسلئے سیکرٹری صاحبان جلد اطلاع دیں۔ علاوہ بریں یہ بھی سیکرٹری صاحبان کا فرض ہے۔ کہ جو شخص اخبار نہیں لیتا اسے خریداری اخبار کی تحریک کر کے خریدار بنائیں۔ اور ایسی فہرستیں مرتب کر کے میرے دفتر کو اطلاع دیں۔ ان لوگوں کے متعلق جو اسی تحریک کے ماتحت اخبار کے خریدار ہونگے۔ میں ہفتہ وار اطلاع حضرت اقدس کو تحریک دعا کیلئے کروں گا۔ الحکم کی سالانہ عام قیمت ۵ہ ہے۔

خریداری کی درخواستیں براہ راست ایڈیٹر الحکم قادیان کے پتہ پر ارسال کریں۔ والسلام

(زین العابدین۔ ناظر تالیف و اشاعت)

دو نایاب کتابیں

مندرجہ ذیل دو انتہی نایاب کتابیں ہیں۔ جنکی صرف ۸ جلدیں باقی ہیں۔ ایک کا نام "علماء خلف" ہے۔ اور دوسری کا نام جوابات عشرہ سوالات انہیں کیا مضمون ہے وہ اس مختصر اشتہار میں نہیں سما سکتا۔ یہ دونوں کتابیں امرتسری ثناء اللہ اور دیگر غیر احمدی علماء دجال کا کچا چٹھا اور دس بڑے بڑے اعتراضوں کا جواب ہے۔ جو عام طور پر غیر احمدی مولوی سلسلہ عالیہ پر کیا کرتے ہیں۔ قیمت ہر دو کی ایک روپیہ ہے۔ محصولڈاک علاوہ ازیں۔ صرف ۸ درخواستیں منظور ہونگی دوبارہ ان ضخیم کتابوں کا طبع ہونا مشکل ہے۔ المشتہر: منیجر

رشتے درکار ہیں

(۱) خاندان سادات کی ایک پڑھی لکھی لڑکی کے لئے خوش شکل جیب سید ہوں (۲) قریشی خاندان کی ایک خواندہ لڑکی کیلئے دیہاتی زندگی کو ترجیح ہے (۳) ایک مڈل تک تعلیم یافتہ لڑکی کیلئے علمی خاندان شہری زندگی۔ خط و کتابت بنام اکمل۔ قادیان

اطلاع ضروری

جمیع احمدی احباب کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ ہمارے یہاں ہر قسم کا چرمی سامان مثلاً زین ساز۔ سوٹ کیس۔ ہینڈ بیگ بوٹ، جوتہ وغیرہ وغیرہ نہایت مضبوط، پائیدار تیار روانہ کیا جاتا ہے۔ دیز کرم لیدر۔ براؤن وبلیک لیدر۔ شیپ اسکن، وال، لیٹی لوٹن کا بھی سامان سپلائی ہوتا ہے۔ فہرست طلب کرنے پر بھیجی جاتی ہے۔ منیجر دی مو امپیرنگ لیدر ورکس۔ بڑی گھنال۔ کانپور

سب اوورسیر

اوورسیر سب انجنیر کے پراسپکٹس منیجر سول انجنیرنگ کالج پشاور سے مفت طلب فرمائیے۔

یک لخت بارہ لاکھ احمدی

ایک سال میں بارہ لاکھ احمدی بنانیکی آسان ترکیب یہ ہے کہ کتاب تحقیق منگوالیں اور کسی غیر احمدی کو پڑھنے کیواسطے یہ کہکر دیدیں کہ پڑھکر واپس کردیجئے تقاضا کرتے رہیئے جب وہ پڑھ چکے۔ تو اور کسی کو دیدیجئے۔ انشاء اللہ ہر تین پڑھنے والوں میں ایک سعید روح صداقت احمدیت کے آگے سر جھکا کر احمدی ہوجائیگی کیونکہ اس کتاب میں صداقت احمدیت پر ۱۴۳ زبردست دلائل درج ہیں۔ جنکی تردید کرنے والے کو ۱۴۳ روپیہ انعام مقرر ہے یہ کتاب ۱۳۴۱ھ میں لکھی گئی۔ جو اسقدر مقبول ہوئی کہ ۱۳۴۱ گھنٹے میں فروخت ہوگئی۔ اس مرتبہ اضافہ کیساتھ نہایت اعلیٰ لکھائی چھپائی اور عمدہ کاغذ پر تیار ہوئی ہے۔ پہلے ۲۴۰ صفحے تھے اب پانسو ہوگئے ہیں۔ مگر قیمت میں صرف ۴ کا اضافہ کیا ہے۔ مجلد کی قیمت ۱۲ جیبی تقطیع جزبندی کی جلد تاکہ جیب میں رہ سکے۔ احمدی کتب کا خلاصہ اسمیں موجود ہے۔ پھر شرط ہے اگر ناپسند ہو۔ تو کتاب واپس کرکے اپنی قیمت منگوالو۔

(منیجر رسالہ تحقیق۔ کوچہ پنڈت۔ دہلی)

تجرید بخاری

مع اصل عربی و ترجمہ اردو

مؤلفہ علامہ حسین بن مبارک زبیدی المتوفی سنہ ۹۰۰ھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحیح اصحیح احادیث کا یہ نایاب گنجینہ نہایت اعلیٰ اہتمام کے ساتھ خوشخط واضح چھپ کر تیار ہے۔ مقدمہ میں امام بخاری اور عام راویان تجرید کے جستہ جستہ حالات۔ تمام احادیث تجرید کے عنوان قائم کرکے ان کی فہرست اس طرح دی گئی ہے کہ ہر ایک شخص ہر مطلب کی احادیث آسانی سے نکال سکے اور اس کے بعد اصل کتاب کے ایک کالم میں عربی اور اس کے بالمقابل اردو ترجمہ۔ یہ مبارک کتاب ہر مسلمان کے گھر میں ہونی چاہیئے فرمائش آج ہی بھیجدیجئے۔ تاکہ طبع ثالث کا منتظر نہ رہنا پڑے۔ لکھائی چھپائی۔ دیدہ زیب کاغذ سفید حجم ۱۱۰۰ صفحات۔ کتاب مجلد۔

قیمت ہر دو حصہ آٹھ روپے محصولڈاک ۱۲ کل ۸/۱۲

فیروز اللغات اردو

اس مبسوط لغات میں رائج الوقت اردو کے پچاس ہزار لفظوں محاوروں ضرب المثلوں کہاوتوں اور مقولوں کے دو لاکھ سے زیادہ معنے بتائے گئے ہیں۔ اور تقریباً وہ تمام عربی۔ فارسی ہندی سنسکرت و انگریزی وغیرہ کے الفاظ موجود ہیں۔ جو اس وقت اردو تحریر اور تقریر میں مستعمل ہیں چنانچہ ملکی، ادبی، اہل الرائے نے اسے زبان اردو میں ایک بینظیر اضافہ قرار دیا ہے۔ ہز ایکسلینسی گورنر صاحب بہادر نے اسکا ڈیڈیکیشن اپنے نام نامی پر منظور فرماکر پانسو روپیہ نقد کا اعلیٰ انعام محکمہ تعلیم سے مرحمت فرمایا ہے۔ کتاب دو حصوں پر منقسم ہے۔ ہر دو حصے مجلد۔ حجم اٹھارہ سو صفحات۔ کوئی دفتر اور سکول و کالج وغیرہ اس کتاب سے خالی نہ رہنا چاہیئے۔ اور ہر ایک اردو دان کو اس کی سخت ضرورت ہے۔

قیمت ہر دو حصہ مجلد دس روپیہ ۱۰
محصولڈاک ایک روپیہ چار آنے (۱/۴)

فیروز اللغات عربی

اسمیں سولہ ہزار سے زیادہ قدیم و جدید عربی الفاظ کے سلیس اور مشہور عام اردو معنے دیئے گئے ہیں اور حسب ضرورت صد ہا بلکہ ثلاثی مجرد کے ہر مصدر کا باب بھی تحریر ہے طلباء و شائقین کیلئے نہایت کارآمد کتاب ہے۔ اور ہر ایک عربی خواں کو اس کی خریداری ضروری ہے۔ کتاب مجلد حجم ۹۰۴ صفحات لکھائی اور چھپائی نہایت اعلیٰ۔ قیمت تین روپے محصول ۸ کل ۳/۸

علم التجارت

تجارت کرنے کو تو ہر ایک کا جی چاہتا ہے مگر جب تک اسکے متعلق کافی علم نہ ہو۔ فائدہ کی جگہ الٹا نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اس کتاب میں اسقدر تجارتی معلومات دی گئی ہیں۔ کہ تاجروں کی دوکانپر برسوں کام کرنے سے شاید ہی مل سکیں۔ خرید فروخت کے طریقے تاجروں کے اقوال بھی کھاتہ بک کیپنگ خط و کتابت وغیرہ سب کچھ اسمیں درج ہیں۔ قیمت ۱۲ ملنے کا پتہ

مولوی فیروز الدین اینڈ سنز پبلشر۔ لاہور

مختصر خبریں

—— ایک ہوائی جہاز جس میں مسٹر ڈی سٹیونز مشہور جہاز بنانے والا بھی سوار تھا۔ کوئٹہ سے تین میل کی دوری پر گر پڑا ؎

—— لارڈ کرزن جو وزارت خارجہ سے سبکدوش ہو چکے ہیں۔ اب نپولین کی سوانح عمری لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں ؎

—— موسیولینن کی وفات کے بعد بالشویک فوجوں میں بہت کچھ بے چینی کے آثار نمودار ہو گئے ہیں۔ فوجی بارکیں سیاسی مباحثوں کا دنگل بن گئی ہیں۔ اور اور فقدان انضباط نمایاں ہو گیا ہے ؎

—— طہران سے جو پیغامات شائع ہوئے ہیں۔ وہ مظہر ہے۔ کہ حکومت ایران کے فوجی کام کردستان کے شورہ پشت قبائل کے خلاف کاروائیاں کر رہے ہیں۔ ایک تازہ معرکہ میں کردستانی باغیوں کو سخت ہزیمت ہوئی

—— ۳۰ر جنوری مسٹر امزے میکڈانلڈ نے کل دفتر خارجہ میں ۴۴ ممالک کے سفیروں سے ملاقات کی۔ اور سفیر سے ہینڈ منٹ گفتگو بھی کی ؎

—— الہ آباد گنگا جمنا کے سنگم پر کنبھ کا میلہ زور شور سے ہو رہا ہے۔ سنگم پر پانی کے عمق نے انتہائی خطرہ پیش کیا ہے۔ ۲۰۰ فٹ لمبی اور ۱۹ فٹ چوڑی باڑہ بانسوں کی باندھی گئی ہے۔ اس کے اندر پانی کی زبردست لہریں آ رہی ہیں ؎

—— کلکتہ ۲۹ر جنوری تیلچری کے متصل دریا کے دہانے پر بالو میں ایک وھیل مچھلی پائی گئی۔ جو ۳۲ فٹ طویل اور ۱۹ فٹ مدور ہے ؎

—— لنڈن ۲۸ر جنوری شہزادہ جارج کی موٹر میں سے ان کے لباس کا صندوقچہ چوروں نے اڑا لیا ؎

—— پنجاب کونسل کی مالی کمیٹی نے کثرت رائے سے پنجاب میں تین نئے گورنمنٹ کالج کھولنے کی منظوری دیدی ہے۔ یہ کالج مندرجہ شہروں میں کھولے جائینگے (۱) گجرات (۲) کیمل پور (۳) لائل پور ان کالجوں میں

ایف۔ اے۔ کلاس تک تعلیم دی جائے گی ؎

—— علیگڈھ۔ ۲۴ جنوری۔ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد سی۔ آئی۔ ای۔ کی زیر صدارت اسپورر حامد ہال میں مسلم یونیورسٹی یونین کلب کا جلسہ منعقد ہوا جس میں نواب سر مزمل اللہ خاں کو کے۔ سی۔ آئی۔ ای اور حبیب اللہ خاں مولوی شیخ آصف زمان صاحب احمدی پرنسپل۔ اسسٹنٹ کلکٹر گورکھپور۔ محمد ذکی اور دیگر اولڈ بوائے کو خطاب خان بہادر کے ملنے پر مبارکبادی دی گئی ؎

—— دہلی۔ ۲۶ جنوری۔ ایک سرکاری نوٹ سے جو حال میں شائع ہوا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اسٹیشنری اور اخراجات طباعت میں خاصی کفایت شعاری کی گئی ہے ۱۹۲۲-۲۳ء کے مالی سال میں گورنمنٹ ہند نے اسٹیشنری اور محکمہ طباعت کی دوبارہ تنظیم کے لئے سخت کاروائیاں اختیار کیں۔ اور اسی کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ اسٹیشنری اور اخراجات طباعت میں ۵۰ لاکھ کی بچت ہوئی ؎

—— بمبئی ۲۵ر جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ لیجسلیٹو کونسل بمبئی کے آیندہ اجلاس میں سوراجی ممبران وزراء کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرینگے ؎

—— گورنمنٹ نے ڈاکٹر ضیاء الدین احمد کی یہ تحریک منظور کر لی ہے۔ کہ آگرہ میں ایک یونیورسٹی قایم کی جائے۔ وزیر تعلیم نے کہا۔ کہ مسودہ قانون مرتب کرنے کے لئے عنقریب ایک مجلس مقرر کیجائیگی ؎

—— ڈاکٹر انصاری کو کمال عمر بیگ رئیس ترکی وفد ہلال احمر کی طرف سے برقی پیام موصول ہوا ہے۔ جس میں یہ اطلاع دی گئی ہے۔ کہ وفد اسکندریہ سے بمبئی کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔ اس وفد کا مقصد یہ ہے۔ کہ تباہ حال ترکوں کی اعانت کے لئے بیت المال قایم کرے ؎

—— بمبئی میں ۹۰ فیصدی موٹروں کے مالکوں کے خلاف لائسنس نہ ہونے کے مقدمات دائر کئے گئے ہیں ؎

—— خبر ہے۔ کہ ۹ر فروری کو پانسو اکالیوں کا ایک جتھا مکتسر جائیگا۔ لیکن یہ جتھہ اوروں کی طرح پولیس کے حکم کو نہ مانے گا۔ اور قید۔ موت۔ پھانسی۔ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے۔ گوردوارہ پہنچنے کی کوشش کرے گا ؎

—— روزانہ پیسہ اخبار بعض مجبوریوں کی وجہ سے عارضی طور پر بند کر دیا گیا ہے۔ البتہ ہفتہ وار جاری رہیگا

—— احاطہ بنگال میں ماہ دسمبر ۱۹۲۳ء میں ۷۷ واردات ڈکیتی ہوئی ہیں۔ گذشتہ سال کے دسمبر میں اتنے ہی ڈاکے پڑے تھے۔ ماہ نومبر میں ۶۱ ڈاکے پڑے ؎

—— قاہرہ ۳۱ر جنوری۔ سلطان ابن سعود جو عرب وسطےٰ میں ایک زبردست حاکم تھا۔ اور جو تحفظ امن کے لئے ساٹھ ہزار پونڈ سالانہ وظیفہ لیتا تھا۔ وفات پا گیا ؎

—— برلن ۳۰ر جنوری۔ غیر مقبوضہ علاقہ جات میں جن بیکاروں کو امداد دی گئی ہے۔ ان کی تعداد پندرہ لاکھ ہے۔ نیم سرکاری طور پر اندازہ لگایا ہے کہ بیکاروں کی تعداد چالیس پچاس لاکھ ہو گی ؎

—— کلکتہ ۳۰ر جنوری۔ ہائی کورٹ سشن میں آج جسٹس ولز نے اور جیوری نے سرتش چندر دت اور پانچ اور ملزموں کے مقدمہ کا جن پر لائیڈز بنک کو دھوکہ دینے کا الزام تھا۔ فیصلہ سنایا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے جعلسازی کر کے ایک لاکھ ۷ ہزار روپیہ غبن کیا۔ جیوری نے ملزموں کو بے گناہ پایا۔ اور جج نے ان کو بری کر دیا ؎ بریت کے بعد چار ملزموں کو جدید الزامات میں پھر گرفتار کر لیا گیا ؎

—— آکسفورڈ ۳۰ جنوری۔ وزارت حزب العمال اعلان کرتی ہے۔ کہ ۲۱ر جنوری تک بیکاروں کی کل تعداد ۱۲۱۵۹۰۰ ہے۔ یہ تعداد ۱۴ر جنوری کی نسبت ۴۵۰۰ بیکار کم ظاہر کرتی ہے۔ اور بہ نسبت یکم جنوری کے ۲۶۹۹۷۸ بیکار کم ظاہر کرتی ہے ؎

—— آیندہ ۱۰ر فروری کو ۱۱ بجے چوبیس پرگنہ کے چماروں کی ایک عظیم الشان کانفرنس ہو گی جس میں ان کی حالت سدھارنے اور ان کے سوشل درجہ کو بڑھانے کے ذرائع سوچے جائینگے سوامی بودھانندجی نے کانفرنس کا صدر بننا منظور کر لیا ہے ؎

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کیلئے شائع ہوا)